سوال

)سونے کی زکوۃ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نے 120 روپیہ کا نصاب مقرر کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سونے کے نصاب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ جو کوئی سونے کا نصاب 20 مثقال یا 120 روپیہ جتنے سونے کو نصاب ٹھہرایا ہے اس کی دلیل ہمیں نہیں مل سکی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ نصاب کس بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ ہمارے لکھے ہوئے نصاب پر یہ دلائل ہیں۔

(1) :.....امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سنن کبریٰ میں یہ حدیث لائے ہیں :

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال ہاتوا الی ربع العشور من کل اربعین درہما درہم ولیس علیک شیء حتی یکون لک مائتا درہم وحال علیہ الحول ففیہا خمسۃ دراہم وما زاد فبحساب ذالک قال ولا اوری علی رضی اللہ عنہ یقول بحساب ذالک أم رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.)) بیہقی، کتاب الزکوۃ، باب نصاب الذہب وقدر الواجب فیہ اذا حال علیہ الحول، صفحہ ۳۸

اس حدیث میں سونے اور چاندی پر زکوۃ کے نصاب کا بیان ہے۔ چاندی کے متعلق بعد میں عرض کیا جائے گا۔ سونے کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں زکوۃ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ سونا 20 دینار کے اندازے کو پہنچے (یاد رکھنا چاہئے کہ دینار اور مثقال ایک ہی بات ہے اس کا وزن بعد میں عرض رکھا جا

ان الفاظ سے کوئی خاص واسطہ نہیں ہے وہ الفاظ آپ ﷺ کے ہیں یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہیں مطلب کے سونے کا نصاب ثابت ہوگیا وہ ہے 20 دینار اس سے کم پر زکوۃ نہیں ہے، اگرچہ کم میں ایک یا آدھا ہی کیوں نہ ہو۔

نصب الرایہ میں حافظ زیلعی لکھتے ہیں کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح (مسلم شریف) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے۔

ں تحسین کی ہے۔

لہذا یہ حدیث اس قابل نہیں ہے کہ اس کو ضعیف گردانا جائے۔ اسی طرح اس حدیث کو ترمذی نے بھی مرفوع ذکر کیا ہے جو کہ ابو عوانہ کے طرق سے ہے اور وہ ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے وہ عاصم بن ضمرہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

س حدیث کی علت بیان کی جا سکتی ہے کہ اس کی سند میں ابو اسحاق ہے اور وہ مدلس راوی ہے اور اس حدیث میں عن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ ''حدثنا'' یا ''سمعت'' کے الفاظ نہیں کہتا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ تدلیس کی وجہ سے سند میں ضعف ضعیف پیدا ہوتا ہے، نہ کہ سخت ضعف اور اتنا ہلکا ضعف کتنی

اوہ ضعف سے نکل کر حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جائے گی اور حسن لغیرہ حدیث بھی صحیح حدیث کی طرح قابل احتجاج ہے (ماہر الاصول)

ں صورت میں ایسی حسن لغیرہ حدیث جو کسی صحیح حدیث کی مخالف ہو تو پھر وہ قابل نہیں ہوتی۔ لیکن اس مسئلہ میں دوسری کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جو اس کے مخالف ہو اس لیے یہ حدیث امام نووی اور حافظ ابن حزم وغیرہما کے مطابق حسن ہے اور قابل حجت ہے۔

(3) :.....ابن ماجہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن ماجہ عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کرتا ہے کہ :

بن اسماعیل عن عبد اللہ بن واقد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ وعائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من کل عشرین دینارا دینارا.)) سنن ابن ماجہ، کتاب الزکاۃ، باب زکوۃ الورق والذہب، رقم الحدیث ۱۷۹۱۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ بیس دیناروں میں سے ایک دینار بطور زکوۃ لیتے تھے 20''

ب 20 دینار ہے۔ اس لیے آپ نے 20 دینار میں سے آدھا دینار لیا ہے۔

سند میں باقی راوی تو صحیح ہیں لیکن ابراہیم بن اسماعیل ایک ایسا راوی ہے جن کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضعیف ہے۔ لیکن چونکہ اسی راوی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اشتبار کیا ہے۔ (باب بدء الخلق) میں پھر کہا جائے گا کہ یہ راوی اتنا ضعیف نہیں ہے بلکہ معمولی

لہذا یہ قابل احتجاج ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مثقال اور دینار کی حقیقی کا مثقال کی تولی جس سے ساڑھے چار ماشہ نے کی نصاب 20 مثقال کا وزن ہوگا 90 ماشہ اور 90 ماشہ معنی ساڑھے سات تولے مطلب کہ جس آدمی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا ہوگا کسی بھی صورت میں بنے بنائے زیورات یا خالص تو

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

ر 404

محدث فتویٰ